یو.جی.سی سے منظور شدہ

اردو جرنل ۱۶

2025

(ISSN: 2249-7854)

صدر شعبہ
سورج دیو سنگھ

مدیر
شہاب ظفر اعظمی

پیش کش

شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔۸۰۰۰۰۵

© جملہ حقوق بحقِ شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی محفوظ

نام مجلّہ	:	اردو جرنل (ISSN:2249-7854)
اشاعت	:	ستمبر، ۲۰۲۵ء
کتابی سلسلہ	:	۱۶
مدیر	:	شہاب ظفر اعظمی
ناشر	:	شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۵
صفحات	:	520
اس شمارے کی قیمت	:	600 (چھ سو روپے)
اعزازی تعاون	:	-/1000 (چار سال) -/2000 (سات سال) -/5000 (تاحیات)
کمپوزنگ و سرورق	:	شمسی گرافکس، سبزی باغ، رابطہ 9006331029
ملنے کا پتہ	:	شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۵
مطبع	:	مرکزی پبلی کیشنز، نئی دہلی

مجلس ادارت

پروفیسر اعجاز علی ارشد

پروفیسر جاوید حیات — پروفیسر اسرائیل رضا

پروفیسر قدوس جاوید — پروفیسر علیم اللہ حالی

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین — پروفیسر کوثر مظہری

مجلس مشاورت

ڈاکٹر سورج دیو سنگھ — ڈاکٹر محمد نوشاد احمد — ڈاکٹر عبد الباسط حمیدی

ڈاکٹر محمد سہیل انور — ڈاکٹر محمد جلال الدین — ڈاکٹر بالمیکی رام

ڈاکٹر مسرت جہاں — ڈاکٹر محمد رضوان — ڈاکٹر افشاں بانو

ڈاکٹر ریاض احمد — ڈاکٹر طاہرہ انجم — ڈاکٹر محمد نعمان عالم

ڈاکٹر عشرت صبوحی — ڈاکٹر ضمیر رضا — ڈاکٹر شاہد وصی

فہرست

اپنی بات	شہاب ظفر اعظمی	۶

گوشہ: کلاسیکی اردو شاعری

شاعری کیا ہے؟	قدوس جاوید	۹
نظیرا کبرآبادی کی غزلیہ شاعری	علی احمد فاطمی	۲۶
پنڈت برج نارائن چکبستؔ کی نظم نگاری	ضیاء الرحمٰن صدیقی	۴۶
اردو کلاسیکی شاعری کا لسانی، تہذیبی، فنّی اور ادبی پس منظر	محمد نعمان خاں	۵۰
فلسفۂ تصوف اور خواجہ میر درد کی شاعری	ابوبکر عباد	۵۹
کلام فائز غزل گوئی کی روشنی میں	توقیر عالم	۷۱
قلی قطب شاہ کی شاعری کا لسانی اختصاص	درخشاں زرّیں	۷۵
اخترؔ مسلمی: بحیثیت غزل گو	شاذیہ عمیر	۸۴
کلاسک غزل: عاشق، معشوق اور رقیب!	قسیم اختر	۹۰
اسمٰعیل میرٹھی کی نظمیہ شاعری	صابر علی سیوانی	۹۸
جوششؔ عظیم آبادی کی غزل گوئی	سرور الہدیٰ	۱۱۰
فائز دہلوی کا منفرد رنگ و آہنگ	زرنگار یاسمین	۱۱۶
اردو کی کلاسیکی شاعرات کی شعری کائنات	ہادی سرمدی	۱۲۲
جدّت طرازی؛ مفہوم، روایت اور میر انیس کی عطا	عبدالباسط حمیدی	۱۳۷
راسخؔ عظیم آبادی اور ان کے مراثی	فیضان حیدر	۱۴۴
ولیؔ دکنی: اردو شاعری کا معمارِ اول	محمد جلال الدین	۱۵۷
سودا کے کلیات میں شامل قائم کا مشترکہ کلام	ریاض احمد	۱۶۷
شوق نیموی کی غزل کا کلاسیکی رنگ و آہنگ	ثاقب فریدی	۱۷۷

سراج اورنگ آبادی کی شاعری میں حسن و عشق کا تصور	نعمان قیصر	۲۰۰
کلاسیکی غزل کا نمائندہ شاعر: یقینؔ دہلوی	فیضان حسن ضیائی	۲۱۰
ولیؔ کی غزل گوئی کی انفرادیت	صوفیہ پروین	۲۱۷
ایوان کلاسیکیت کا ممتاز و منفرد ستون: خواجہ میر دردؔ	عشرت صبوحی	۲۲۴
اٹھارویں صدی کی اردو شاعری اور مرزا مظہر جانجاناںؔ	مہر فاطمہ	۲۳۲
محمد حسین آزادؔ کی نظموں میں ''غیر'' کا تصوّر	ثنا کوثر	۲۴۰
اجتبیٰ رضوی کی شاعری میں کلاسیکی روایت کا فکری تسلسل	منصور خوشتر	۲۴۸
کلیم عاجزؔ ایک کلاسیکی غزل گو	شگفتہ یاسمین	۲۵۳
اردو میں انشاء اللہ خاں کی غیر منقوط تحریریں: ایک مطالعہ	محمد عارف حسین	۲۶۲
کلاسیکی اردو شعراء پر فارسی کے اثرات: ایک جائزہ	محمد ابوالکلام آزاد	۲۷۱
ولی دکنی کی عشقیہ شاعری کا جمالیاتی مطالعہ	طلعت پروین	۲۷۷
بیجاپور کا ملک الشعرا نصرتی	شبنم پروین	۲۸۱
راسخ عظیم آبادی کی مثنویوں میں عشقیہ عناصر	شبنم	۲۸۹
اردو کے کلاسیکی شعرا کی نعت گوئی	شاہد اقبال	۲۹۷
میر و غالب: اردو غزل میں احساس اور ادراک کا تقابلی مطالعہ	محمد صابر انصاری	۳۲۰
آتش کی شاعرانہ عظمت	عائشہ حسن	۳۲۹
فضل حق آزاد بحیثیت نظم نگار	غزالہ فردوسی	۳۳۷
''نصرتی'' دکن کا مایہ ناز شاعر	محمد عمران خان	۳۴۲
نوشہ توحید بلخی کی صوفیانہ شاعری	محمد سجاد	۳۵۱
اردو شاعری کی کلاسیکی روایت: ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ	شاہینہ پروین	۳۶۲
ذوقؔ: ایک کلاسیکی قصیدہ گو	طاہرہ انجم	۳۶۹
مولانا عیسیٰ فرتابؔ کی شاعری و اسلوب کا اجمالی جائزہ	محمد اظہر الحق	۳۷۴
کلاسیکی اردو شاعری کی روایت: ایک تجزیاتی مطالعہ	انظار الحق انصاری	۳۷۹

متفرقات

جموں و کشمیر کی معاصر اُردو شاعرات اور مزاحمتی عناصر	شہاب عنایت ملک	۳۸۵

اختر الایمان کی نظموں میں ماضی کا تصور: ایک مطالعہ	محمد سہیل انور	۳۹۷
نظموں کا البیلا فنکار: ساحر لدھیانوی	آسیہ پروین	۴۰۳
پروفیسر گوپی چند نارنگ کی لسانی خدمات	محمد منہاج الدین	۴۱۳
بکٹ کہانی کا اسلوب: خصوصی جائزہ	بالمیکی رام	۴۲۵
مطالعہ جلال اور شمس الرحمٰن فاروقی	محمد سعید اختر	۴۳۱
مضطر مجاز اور فنِ ترجمہ نگاری	خالد محمد زبیر	۴۳۷
جدید دکنی شاعری میں سماجی مسائل	عظمت اللہ	۴۴۵
راشد الخیری کے افسانوی نقوش	احسن ایوبی	۴۵۳
شموئل احمد کے افسانوں میں جنسی عناصر: ایک تجزیہ	محمد معروف عالم	۴۵۷
شعبے کی سرگرمیاں		۴۶۴

Hindi Language Education and National Education Policies in India:..
Dr. Mona Kumari & Dr. Shubhra 466

Unveiling Patriarchal Constructs:..Dr. Raf Raf Shakil Ansari 484

अविस्मरणीय लोकगाथा दीनाभद्री — *डॉ. जीवछ राम* 499

राष्ट्रीय शिक्षा नीति – 2020........... — *डॉ. मोना कुमारी* 506

URDU JOURNAL, A UGC CARE Listed Research Journal (ISSN-2249-7854) 2025, P:157-166
Dr. Mohammad Jalauddin, Wali Dakni: Urdu Shayari Ka Memar-e-Awwal

ڈاکٹر محمد جلال الدین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اردو، بی۔این۔کالج، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

ولی دکنی: اردو شاعری کا معمارِ اول

تلخیص: ولی دکنی اردو شاعری کے ابتدائی دور کی ایک نمایاں اور عہد ساز شخصیت ہیں، جنہوں نے اردو زبان کو شعری اظہار کا باوقار ذریعہ بنایا۔ ولی سے قبل اردو کے کئی شاعر گزرے، اور ان میں صاحبِ دیوان بھی تھے، لیکن اپنی نامانوس زبان کے باعث اردو شاعری میں انھیں وہ مقبولیت نہیں ملی، جو ولی کے حصہ میں آئی۔ اس کی ایک بڑی وجہ ولی کا منفرد اسلوب اور اظہار کی سادگی ہے۔ ماقبل کے دکنی شعرا مثلاً وجہی، غواصی، نصرتی، شوقی، ہاشمی، قلی قطب شاہ وغیرہ کی غزلوں کی زبان دکنی زیادہ اور اردو کم ہے۔ اس لیے ان کے کلام میں اظہار کی وہ لطافت اور سادگی نہیں جو ولی کے کلام میں ہے۔ ولی کے کلام میں ایسے اشعار کی تعداد کافی ہے، جو آج کل کی مروجہ زبان میں ہیں یا پھر ایک دو لفظ کے ردّ و بدل سے آج کی زبان بن سکتی ہے۔

کلیدی الفاظ: اولیت، دکنی اسلوب، اثر، معمار، تحریک، عوامی زبان، تازہ کار، معیار، موسیقیت

ولی کو عربی اور فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ فارسی اس دور کی علمی اور ادبی زبان تھی۔ ولی نے مُروجہ روایت کے برخلاف اردو میں شاعری کر کے ایک نئی روایت قائم کی۔ انھوں نے اردو شاعری میں نئے نئے تجربے کیے، اور فارسی اور ہندی الفاظ و تراکیب کے خوبصورت امتزاج سے اردو شاعری میں ایک منفرد رنگ پیدا کیا ، جو خاص ان ہی سے منسوب ہے۔ ولی کے کلام کو اردو شاعری کی مقبولیت اور فروغ کا پہلا بڑا اقدم قرار دیا جا سکتا ہے ،جس نے بعد کے دہلی اور شمالی ہند کے شعرا کو نہ صرف متاثر کیا، بلکہ اردو شاعری کی قدر و منزلت ان کے دلوں میں جا گزیں کی۔ یہی سبب ہے کہ، میر جیسے نابغۂ روزگار شاعر نے ولی کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

خوگر نہیں کچھ یونہی ، ہم ریختہ گوئی کے   معشوق جو تھا اپنا باشندہ، دکن کا تھا

اس شعر میں میر نے جس باشندۂ دکن کو فرطِ محبت اور احترام سے معشوق کہہ کے یاد کیا ہے، اور جس کے کلام

نے خود میرؔ کے الفاظ میں ریختہ گوئی پر مائل کیا، وہ کوئی اور نہیں، بلکہ ولیؔ دکنی ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شمالی ہند میں اردو شاعری کا چرچا ولیؔ کا رہینِ منت ہے۔ اردو شعر و ادب میں اپنی ان غیر معمولی خدمات کے سبب ولیؔ اردو غزل کے اولین معمار کے طور پر معروف ہیں، اور ان کی شاعری اردو ادب میں ایک سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے، جس نے بعد میں آنے والے شعراء پر گہرا اثر ڈالا۔ نورالحسن ہاشمی کا یہ بیان شمالی ہند کے شاعروں کے درمیان ولیؔ کی شاعری کی قبولیت اور مقبولیت دونوں کو بامعنی اور قابلِ وثوق بنا دیتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''شمالی ہند میں ولیؔ مشعلِ ہدایت بن کر آئے۔ ان سے پہلے بھی دکنی شعرا کی غزلیں یہاں آیا کرتی تھیں، لیکن زبان کی نامانوسیت کے باعث کبھی مقبولِ عام نہ ہوسکیں۔''۲؎

ولیؔ بجا طور پر اردو زبان کو ادبی حیثیت عطا کرنے والے شعراء میں سرِ فہرست ہیں، اور ان کا شمار اردو غزل کے بنیاد گزاروں میں ہے۔ ان کی شاعری نے اردو غزل کو اس دور میں ایک مستند صنف کے طور پر پہچان دی، جب شمالی ہند میں فارسی شاعری کا بول بالا تھا، اور اردو محض ایک عام بول چال کی زبان تصوّر کی جاتی تھی، جسے لوگ حقارت سے ریختہ کہتے تھے۔ حاشیے پر پڑی اس زبانِ ریختہ میں ولیؔ نے اپنی شاعری کا جوجوہر دکھایا اور اہلِ علم کے سامنے اپنے کلام کا جو نمونہ پیش کیا، اس سے نہ صرف ولیؔ کو ادبی دنیا میں ایک نئی پہچان ملی، بلکہ اردو زبان کو بھی خاص و عام میں قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ولیؔ ہی کی کرامت تھی کہ اردو غزل گویوں کا ایک طبقہ پہلے پہل دہلی میں پیدا ہوا اور اردو شاعری ایک نئے انداز میں الفاظ کی نئی تراش کے ساتھ ادب کی محفلوں میں جگمگانے لگی۔ ''اردو غزل اور فارسی روایت'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے وارث کرمانی لکھتے ہیں:

> ''سعد اللہ گلشن نے اردو کے پہلے بڑے شاعر ولیؔ دکنی کو یہ تاریخی مشورہ دیا تھا کہ تم فارسی کے بجائے اردو یا عوامی زبان میں شعر کہا کرو، کیونکہ اس میں تازگیِ فکر اور ندرت بیان کا امکان زیادہ ہے۔ فارسی میں تو سب کچھ کہا جا چکا ہے، اب پامال شعری محاورے کو مزید پامال کرنے سے کیا فائدہ۔ یہ بات ولیؔ دکنی کو دل سے لگ گئی اور انھوں نے اردو میں شعر کہنا شروع کر دیا۔ نسخہ تیر بہ ہدف ثابت ہوا۔ وہی مضامین جو فارسی میں فرسودہ لگتے تھے، اردو کا نیا لباس پہن کر الفاظ کی نئی تراش کے ساتھ جگمگانے لگے۔''۳؎

ولیؔ نے ۱۷۰۰ء میں جب دکن سے دہلی کا سفر کیا اور وہاں کی ادبی محفلوں میں اپنے کلام پیش کیے، تو اہلِ علم کو ایک مسرت آمیز حیرت ہوئی کہ عام بول چال کی جس زبان کو وہ کمتر سمجھتے تھے، اس زبان میں ایسے دلکش اور خوبصورت شعر بھی پیش کیے جاسکتے ہیں۔ انھوں نے اس عوامی زبان میں ایسی شاعری کی جو آنے والے سخنوروں کے لیے نشانِ راہ بن گئی۔ بجا طور پر اردو شعر و ادب میں ولیؔ کی حیثیت ایک محرّک کی ہے، اور اس کی جانب لوگوں کی توجہ مائل کرنے میں ان کی غزلیں ایک تحریک کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ محمد حسین آزادؔ، ولیؔ کو اردو شاعری کی

نسل کا آدم قرار دیتے ہوئے اولیت کا تاج ان کے سر پر سجاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

یہ نظم اردو کی نسل کا آدم جب ملکِ عدم سے چلا تو اس کے سر پر اولیت کا تاج رکھا گیا، جس میں وقت کے محاورے نے اپنے جواہرات خرچ کیے اور مضامین کے رائج الوقت دستکاری سے مینا کاری کی۔ جب کشورِ وجود میں پہنچا تو ایوانِ مشاعرہ کے صدر میں اس کا تخت سجایا گیا۔ شہرتِ عام نے، جو اس کے بقائے نام کا ایوان بنایا ہے، اس کی بلندی اور مضبوطی کو ذرا دیکھو، اور جو کتابیں لکھی ہیں انھیں پڑھو۔ دنیا تین سو برس دوڑ نکل آئی ہے، مگر وہ آج تک سامنے نظر آتے ہیں۔ اس زمانے تک اردو میں متفرق شعر ہوتے تھے، ولی کی برکت نے اسے وہ زور بخشا کہ آج ہند کی شاعری نظمِ فارسی سے ایک قدم پیچھے نہیں۔''۴؎

محمد حسین آزادؔ نے ولیؔ کے بارے میں یہاں جو کچھ بیان کیا ہے، اس میں انشا پردازی اور تاثرّات کا رنگ حاوی ہے، لیکن اس اقتباس سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اردو کے ابتدائی اور کلاسیکی شعراء میں شہرت و مقبولیت کے لحاظ سے ولیؔ کا مقام بہت بلند ہے، اور اردو شاعری کے بنیاد گزاروں میں اولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ولیؔ کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنا کلام اس زبان میں پیش کیا، جو عوام اور خواص دونوں میں بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ اس عوامی زبان میں انھوں نے قادر الکلامی اور پختگی کا وہ ثبوت دیا، جو فارسی شاعری کا امتیازی وصف تھا، یعنی تصوف کی لطیف موشگافی، عشق کی دلگدازی اور صنائع و بدائع کا فنکارانہ استعمال، جو مستند شعرائے فارسی کے کلام کی خصوصیت تھی۔ اپنے ان اوصاف کی وجہ سے ولیؔ کے کلام نے شمالی ہند کے شعر و ادب اور موسیقی کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اربابِ نشاط اور قوالوں کو محفلیں گرم کرنے کا ایک اچھا ساز ہاتھ آیا۔ دلّی کی گلیوں میں مشکل ہندی گیتوں اور راگوں کے بجائے اردو کے عام فہم نغمے گونجنے لگے، اور خواص میں یہ اثر ہوا کہ اردو میں غزل گوئی شروع ہوگئی ۵؎۔ یہ ولیؔ ہی کی دین ہے کہ اس زبان کی اہمیت اور عظمت ادبی سطح پر تسلیم کی گئی اور اہلِ علم کی محفلوں میں اس کا چرچہ عام ہوا۔ بقول محمد حسین آزادؔ:

''جب ان (ولیؔ) کا دیوان دلّی میں پہنچا تو اشتیاق نے ادب کے ہاتھوں پر لیا۔ قدردانی نے غور کی آنکھوں سے دیکھا۔ لذت نے زبان سے پڑھا۔ گیت موقوف ہو گئے۔ قوال معرفت کی محفلوں میں انہیں کی غزلیں گانے بجانے لگے۔ اربابِ نشاط یاروں کو سنانے لگے، جو موزوں طبیعت رکھتے تھے، انھیں دیوان بنانے کا شوق ہوا۔'' ۶؎

محمد حسین آزادؔ کے اس بیان سے یہ اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں کہ، ولیؔ کے دیوان کی دہلی آمد نے اردو شاعری کی تاریخ میں ایک نیا باب کھولا۔ اردو شاعری کو فارسی کی روایتی شاعری سے الگ ایک نئی پہچان دی، اور لوگوں کے شعری ذوق کو اردو سے آشنا کیا۔ ولیؔ کی شاعری کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اس کی تاثیر اور سادگی آج بھی قارئین کو

مسحور کر دیتی ہے۔انھوں نے فارسی ادب کی لطافت اور مقامی لہجہ کی سلاست اور روانی کی خوبصورت آمیزش سے اردو شاعری کو ایک نیا اسلوب اور آہنگ عطا کیا۔ان کے شعری اظہار کی سادگی اور موسیقیت عام لوگوں کے لیے بھی دلچسپی کا سامان فراہم کرتی ہے۔یہی سبب ہے کہ ان کا کلام خواص وعام ہر طبقہ میں یکساں مقبول ہے۔ان کے کلام سے چند شعر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

مفلسی سب بہار کھوتی ہے — مرد کا اعتبار کھوتی ہے
ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا — سحر ہے، سروِ گل جبیں کی ادا
یہ سِیہ زلف تجھ زنخداں پر — ناگنی جیوں کنوے پہ پیاسی ہے
موجِ دریا کوں دیکھنے مت جا — دیکھ اس زلفِ عنبریں کی ادا
توں ، سرسوٗں قدم تلک اے شوخ — گویا ہے، قصیدہ انوریؔ کا
آرسی دیکھ کر، نہ ہو مغروٗر — خود نمائی نہ کر، خدا سوٗں ڈر

ان اشعار سے آسانی سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ولیؔ کی زبان ماقبل کے دکنی شعرا کی زبان کا تسلسل نہیں ہے، بلکہ ایک تازہ کار، سہل اور مانوس زبان ہے۔ان کا اسلوب سادہ، سلیس اور موسیقیت سے بھرپور ہے۔ انھوں نے فارسی الفاظ وتراکیب کو مقامی الفاظ اور محاوروں کے ساتھ اس خوبی سے ملایا کہ ان کی شاعری عام فہم اور دلکش شعری اظہار کا نمونہ بن گئی۔ولیؔ اپنے کلام میں تشبیہ اور استعارے کے فن کو برتنے کا ہنر جانتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ ان کے کلام میں سادگی کے ساتھ ساتھ دلکشی ورعنائی پائی جاتی ہے، جو ہر عہد کے قاری کو متاثر کرتی ہے۔دہلی کے شعری ماحول پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والے شاعر کی حیثیت سے ولیؔ سرِ فہرست ہیں۔انھوں نے اپنے کلام میں فارسی کی اسلوبیاتی اور فنی روایت کو نہ صرف قائم رکھا، بلکہ اسے اور آگے بڑھانے کی ایک سنجیدہ اور بارآور کوشش کی،جس سے ان کا کلام ندرتِ بیان اور تازگیِ اظہار کا مرقع بن گیا۔پروفیسر ابوالکلام قاسمی لکھتے ہیں:

''یہاں (دہلی) کے شعری ماحول پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والے شاعر کی حیثیت سے ولیؔ نہ صرف یہ کہ مضامین کی حد تک فارسی کی ترقی یافتہ روایت کا تسلسل اردو میں قائم رکھنے کی کوشش کی، بلکہ اس سے کہیں زیادہ انھوں نے فارسی کی اسلوبیاتی اور فنی روایت نہ صرف باقی رکھنے، بلکہ آگے بڑھانے کی طرف توجہ صَرف کی۔''[7]

ولیؔ کے کلام پر فارسی روایت کے گہرے اثرات کی بار بار نشاندہی کی گئی ہے۔انھوں نے اپنے کلام میں فارسی کی اسلوبیاتی اور فنی روایت کے سلیقہ مند برتاؤ سے اردو کو زبان وبیان کے نئے سانچوں سے روشناس کیا۔اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اردو شاعری نے فارسی سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔اردو کی وہ غزل جسے معیار تصوّر کیا جاتا ہے، وہ فارسی کی خوبصورت تراکیب کا مرقع ہے۔میرؔ، غالبؔ، اقبالؔ، حسرتؔ جیسے بڑے شعراء نے جس

فارسی زبان کا استعمال کر کے غزل کو بامِ عروج تک پہنچایا، اُسی فارسی کو پہلے ولیؔ نے کامیابی سے برت کر دکھایا۔ فارسی الفاظ وتراکیب اور اردو کے امتزاج سے ولیؔ نے اردو شاعری میں جو منفرد رنگ پیدا کیا ہے، وہ ان سے پہلے کے شعراء کے یہاں نہیں ملتا۔ اس بات کا اندازہ اِن اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

خطِ شب رنگ رکھتا ہے، عداوت حسنِ خوباں سے　　　کہ جوں خفّاش ہے دشمن شعاعِ آفتابی سے

نہ پوچھو اب ہوا ہے کم سخن وہ دلبرِ رنگیں　　　لبِ تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسنِ بے حجاب اس کا　　　بغیر از دیدۂ حیراں نہیں، جگ میں نقاب اس کا

معنی کے ہے چمن کا جو بلبل معافی　　　تجھ گلبدن کے دیکھے رنگیں خیال ہوگا

تجھ حسن کے بازا ر میں دیوانہ ٔدل کو　　　بن زلف کی زنجیر جکڑ کون سکے گا

یہ تمام اشعار اپنی ندرتِ بیان اور اظہار کی صفائی کے سبب جدید لب ولہجہ کے آئینہ دار ہیں۔ فارسی اور اردو زبانوں کے الفاظ وتراکیب کی خوبصورت آمیزش سے ولیؔ نے ایک ایسا رنگِ شاعری ایجاد کیا، جس پر ایرانی اثرات کے ساتھ ساتھ ہندوستانی فضا کی خوشبو بھی موجود ہے۔ ان کی شاعری میں ہند ایرانی کلچر اور روایات کا وہی دلکش امتزاج ومزاج ملتا ہے، جس نے ہندوستان میں خواص وعام کی محبوب زبان اردو کو جنم دیا۔ ولیؔ کی غزل میں وہ تمام خوبیاں ہیں، جو آنے والے ادوار میں غزل کی خاص پہچان بنی۔ ان کے کلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ مختلف زبانوں کے الفاظ آپس میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ بے میل محسوس نہیں ہوتے۔ یہی سبب ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی ان کا کلام تازہ کار اور عام فہم ہے اور ان کے ذریعہ برتے گئے زیادہ تر الفاظ ہماری روزمرہ اور بول چال کی زبان معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ولیؔ دکنی نے غزل، قصیدہ، رباعی، مستزاد، قطعہ، مثنوی غرض متعدد اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی، لیکن ولیؔ کو غزل نے اور غزل کو ولیؔ نے جو شہرت عطا کی، وہ کسی اور صنف کے حصہ میں نہیں آسکی۔ ان کی غزل کی اثر پذیری اور مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے کلام میں ہندی الفاظ کی گھلاوٹ اور فارسی کی رنگینی وشیرینی بڑی خوبصورتی سے ایک جگہ جمع ہوگئی ہیں ۔ ولیؔ دکنی ہندی شاعری کی روایت سے بھی کافی متاثر تھے، اور اپنے کلام میں انھوں نے بڑی خوبصورتی سے اسے نبھایا بھی۔ ہندی شاعری کی روایت ہے کہ اظہارِ محبت عورت کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ ولیؔ نے اپنی ایک غزل میں اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے عورت ہی سے محبت کا اظہار کرایا۔ ان کی ایک غزل کا مطلع ہے:

پرت کی کنٹھا جنّے لی اسے گھر بار کرنا کیا　　　ہوئی جوگن جوکئی پی کے، اسے سنسار کرنا کیا

اس پوری غزل میں ہندی شاعری کی روایت اور اس کا رنگ نمایاں ہے۔ اس میں زیادہ تر الفاظ و تراکیب انھوں نے ہندی اور مقامی زبان سے لیے، جس سے ان کی شاعری عوامی رنگ میں ڈھل گئی۔ گرچہ اس میں خارجی رنگ نمایاں ہے، لیکن برجستگی اور کیف کی وجہ سے بیان میں لطف موجود ہے۔ ولیؔ کے کلام میں

ہندوستانی موسموں، یہاں کے فطری مناظر اور مقامی علامات کا بکثرت استعمال ہوا ہے،جس سے ان کا کلام ہندوستان کے مختلف رنگوں کا قوس قزح بن گیا۔نمونہ کے طور پر ان کے کلام سے چند شعر پیش کیے جاتے ہیں، جو خالص ہندوستانی رنگ میں ہیں اور ان میں مقامی زبان کے الفاظ وعلامات کا موزوں اور برمحل استعمال ہوا ہے:

کوچۂ یار عین کا سی ہے جوگیِ دل وہاں کا باسی ہے
زلف تیری ہے موج جمنا کی تل نذک اس کے جیوں سنیاسی ہے

دل کوُں ، اگر مرتبہ ہو درپن کا مفت ہے دیکھنا سِری جن کا
ٹک ولی کی طرف نگاہ کرو صبح سوُں منتظر ہے درشن کا

کہتا ہے ولی ، پکار یوں بات بندہ ہوں پیا کی دلبری کا

ولی کے کلام میں ایسی متعدد مثالیں ہیں، جن میں فارسی تراکیب کے ساتھ ساتھ خالص ہندوستانی الفاظ و علامات مثلاً کاسی ،متھرا، جوگی، سنیاسی، درپن، سری جن، درشن، نین، آرسی، بنسی، جمنا وغیرہ کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، جو ہندوستانی مظاہر اور اشیاء سے ان کی گہری وابستگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ان تمام اشعار میں مقامی رنگ وآہنگ نمایاں ہیں، جن میں ہندوستان کی مٹی کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔اردو کے معروف نقاد،کلیم الدین احمد کو اردو شاعری سے یہ شکوہ رہا کہ، فارسی شاعری نے کچھ ایسا سبز باغ دکھایا کہ اردو شعرا اپنی فطری ذہانت اور طبّاعی، اپنی قوت متخیّلہ اور جدت طرازی سے دست بردار ہوکر فارسی شاعری کی تقلید میں منہمک ہوگئے ۸ ؎۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو شاعری اپنے فطری جوہر اور طبّاعی کا وہ مظاہرہ نہ کرسکی، جس کی کہ وہ مستحق ہے۔ان کا خیال ہے کہ اردو شاعری اپنے قدرتی وسائل اور جواہر کو چھوڑ کر ایران کی طرف قدم بڑھاتی ہے اور اپنے تمام اساسی مضامین کا مواد ایران سے حاصل کرتی ہے۔ان کو اپنی شاعری اور یہاں کے فطری مظاہر میں کافی وسعت اور گنجائش نظر آتی ہے، اور اقبال کی طرح انھیں بھی اپنے ملک کی مٹّی کی قوت نمو اور زرخیزی پر مکمل اعتماد ہے،مگر ضرورت ہے اس مٹّی کو سلیقہ سے سینچنے اور تراشنے کی۔یہی سبب ہے کہ اِن وسائل اور مظاہر کو اپنے کلام میں برتنے پر وہ بار بار اصرار کرتے ہیں،لیکن اسی کے ساتھ،کلیم الدین احمد کے ان خیالات کی روشنی میں جب ہم ولی کے کلام کی جانب رجوع کرتے ہیں،تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے کلام میں فارسی الفاظ وتراکیب کے ساتھ ساتھ خالص ہندوستانی زبان اور مقامی علامات ووسائل کو بکثرت اور بخوبی اپنے کلام میں برتا ہے، اور اپنے بیشتر اساسی مضامین کا مواد اپنی مشترکہ تہذیب اور روایت سے حاصل کیا ہے۔لیکن اسی کے ساتھ یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ، ہنوز اس روایت کو آگے بڑھانے کی ضرورت اور گنجائش باقی ہے۔

عشق، ولی کے کلام کا ایک خاص اور اہم موضوع ہے۔ان کی طبیعت میں رنگینی اور حسن پرستی کا رجحان نظر آتا ہے۔وہ محبوب کی زلف و رخسار سے لے کر اس کی کج ادائی تک کے تجربات و معاملات کا اظہار بڑے

دلکش پیرائے میں کرتے ہیں۔محبوب کے حسن و جمال کا ذکر، اس کے قدو قامت کا بیان، اس کی مختلف اداؤں کی تصویر کشی، شبِ خلوت میں محبوب سے راز و نیاز کی باتیں ان کی شاعری کے خاص موضوع ہیں، جنہیں انھوں نے بڑے دلکش اور خوبصورت پیکر میں ڈھال دیا ہے۔ان کے کلام سے چند شعر دیکھیے جو نہ صرف عشق کے موضوع پر ہیں، بلکہ ان میں شاعرانہ تدبیر کاری اور پیکر تراشی کا خوبصورت مظاہرہ ہوا ہے۔

عجب کچھ لطف رکھتا ہے، شبِ خلوت میں گلروٗ سوٗں
خطاب آہستہ آہستہ، جواب آہستہ آہستہ

ادا و ناز سوٗں آتا ہے، وہ روشن جبیں گھر سوٗں
کہ جیوں مشرق سے نکلے آفتاب آہستہ آہستہ

تنہا سوادِ ہند میں شہرت نہیں صنم !
تجھ زلف ِ مشک بوٗ کی خبر تا خُتن گئی

ہوش کھوتی ہے ، نازنیں کی ادا
سحر ہے ، سروِ گل جبیں کی ادا

موسیقیت اردو غزل کی ایک اہم خصوصیت ہے، اور تمام بڑے شعراء کے یہاں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ولیؔ کا کلام بھی اس خوبی سے مزّین ہے۔وہ پوری غزل جس کی ردیف ’’آہستہ آہستہ‘‘ ہے، نہ صرف موسیقیت کی ایک عمدہ مثال ہے، بلکہ اس میں جو’’آہستہ آہستہ‘‘ کا خوبصورت پیکر استعمال ہوا ہے، اس سے پیکر تراشی کے فن پر ولیؔ کی ماہرانہ گرفت کا پتہ چلتا ہے۔شاعری میں جس طرح مصوّری اور پیکر تراشی ضروری ہے، اسی طرح موسیقی اور ترنم بھی ضروری ہے۔اسی سے شعر میں دلکشی پیدا ہوتی ہے۔ولیؔ نے عشق کے موضوع کو بڑے دلکش اور موٗثر پیرائے میں پیش کیا ہے۔ان کے بیشتر کلام میں تشبیہ، استعارے اور پیکر کا التزام عام ہے، اور اسی فنی طریق کار سے وہ اپنا امتیاز قائم کرتے ہیں۔

ولیؔ کو اردو شاعری میں سب سے بڑا سراپا نگار کہنے میں کوئی تامل نہیں۔جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے، ولیؔ ایک حسن پرست اور جمال دوست شخص تھے، اور جمال پرستی اور سراپا نگاری کے سبب ان کی غزلیں لطف سے بھر پور ہیں۔ولیؔ سے قبل اردو شاعری کا رنگ پھیکا اور لطف سے خالی نظر آتا ہے۔ولیؔ نے اس میں لطافت اور حسن پیدا کر کے غزل کے مزاج کو ایک نیا رنگ بخشا، جو خاص انہی سے مخصوص ہے۔ان کے اشعار کو پڑھ کر ہم محبوب کے سراپا سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔وہ اس کے ایک ایک انگ کا جلوہ سو سو رنگ سے دکھاتے ہیں۔اس کی زلف، اس کی ادا، چشم و ابرو، اور قدو قامت کا بیان بار بار لطف لے کر کرتے ہیں۔ان کے کلام سے چند مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

زلف تیری ہے موج جمنا کی
تل نذک اس کے جیوں سنیاسی ہے

توٗں سرسوٗں قدم تلک اے شوخ
گویا ہے قصیدہ انوری کا

باعث ِ نشّۂ دو بالا ہے
حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ ادا

اے ولیؔ! دل کوٗں آب کرتی
نگہ ِچشم ِسرمگیں کی ادا

ہر سَحَر، شوخ کی نگہِ کی شراب مجھ انکھاں کا خمار کھوتی ہے

ولی دراصل حسن کے قصیدہ گو تھے، اوران کوا پنے محبوب کا سراپا، انوری کامکمل قصیدہ نظر آتا ہے۔ یہ ولی کے کلام میں استعارہ سازی کا انوکھا انداز ہے۔اس سے شاعر کے جذبۂ شوق کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ولی کی شاعری کا امتیازِ خاص ہے کہ وہ اردو کے ان معدودے چند شاعروں میں سے ہیں ،جن کے کلام پڑھ کرغم کی کیفیت کے بجائے طبیعت پرشگفتگی طاری ہوتی ہے۔ان کے عاشقانہ اشعار میں جذب وسروراورشوق ونشاط کی لہر دوڑتی نظر آتی ہے ۹؎۔اورقاری کومحظوظ ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔عشق کے معاملے میں ولی دراصل وصال کے شاعر ہیں، ان کے کلام میں ہجر کا ذکرتوبس لطفِ بیان کے لیے ہے۔ان کے یہاں عشق کے داخلی اور خارجی دونوں طرح کے تجربات پائے جاتے ہیں،جنہیں وہ عشق حقیقی اورعشقِ مجازی سے موسوم کرتے ہیں۔

شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و مجازی کا

ولی کے کلام کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ، وہ عشق کے دونوں روپ کے قائل ہیں، اوردونوں کو زندگی کے لیےضروری خیال کرتے ہیں۔جس طرح عشق مجازی کے فیض سے دل طرح طرح کے جذبات سے مالا مال ہوتا ہے،اسی طرح،عشق حقیقی بھی دل کو بلنداورنفیس جذبات عطا کرتا ہے ۱۰؎۔

ولی کا تصوّف سے بھی گہرارشتہ ہے۔ان کے کلام کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ان کے یہاں روحانی تجربات اورمعرفت کا مؤثر اورخوبصورت اظہار ملتا ہے۔اس موضوع پرصرف دوشعر ملاحظہ کیجئے:

عیاں ہے ہرطرف عالم میں حسن بےحجاب اس کا بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا

حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوُں آزاد طالبِ عشق ہوا، پردۂ انسان میں آ

تصوّف کواس زمانے میں فکری اور اخلاقی بلندی کا معیارتصوّرکیا جاتا تھا، اوریہی سبب ہے کہ اس عہد کے شعرا کے کلام میں بالخصوص تصوّف کا رنگ نمایاں ہے۔ولی کے یہاں بھی اس پرخاص توجہ نظر آتی ہے، اوروہ تصوّف میں فلسفۂ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ وحدت الوجود کا عقیدہ، جذب وسرمستی اورسلوک ومعرفت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا تھا۔لیاقتِ علمی، بلندمذاقی اور بلندنظری سب میں یہی صوفیانہ طریق کارر چا ہوا تھا۔اس نظریے کے مطابق صرف ذاتِ باری ہی کا وجود حقیقی ہے، باقی جو کچھ بھی ہے وہ محض فرضی اورخیالی ہے۔ چونکہ ولی اس نظریے کے قائل تھے، اس لیے ان کے کلام میں دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بےاعتباری کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ولی نہ صرف اپنے دور کے تمام ادبی وفکری معیاروں کواپنی شاعری میں سمویا، بلکہ بیان کی ندرت اورزبان کی تعمیر کا اعجاز بھی دکھایا۔تصّوف کے اظہار میں بھی ولی نے زبان کی ندرت، سلاست اورروانی کو برقراررکھا ہے، جس سے شعری اظہار پران کی مضبوط گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔

شاعری دراصل تجربہ اور جمالیاتی اقدار کے خوبصورت امتزاج کا مرقع ہوتی ہے۔ یہ تجربات جس قدر گونا گوں اور متنوّع ہوں گے، شاعری بھی اسی قدر دؤ ررس اور بلند رتبہ ہوگی ،لیکن شرط یہ ہے کہ ان کا اظہار بھی سلیقہ مندی سے ہوا ہو۔ وؔلی اپنے تجربات اور مشاہدات کوخوش اسلوبی سے پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں ،لیکن اسی کے ساتھ یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ، ان کی فلسفیانہ فکر ونظر کمزور ہے، اوران کے تجربات کی دنیا محدود ہے۔ کائنات کے اسرار و رموز کے مواد ان کے یہاں کم ملتے ہیں۔ گنتی کے چند مضامین ہیں، جو ان کے کلام میں نظر آتے ہیں، مثلاً حسن وعشق، دنیا کی ناپائیداری، افلاس وتنگدستی اور چند عام سی نصیحتیں۔ موضوعات کی یہ تنگ دامانی وؔلی کو میرؔ وغالبؔ کے ہم پلّہ نہیں ہونے دیتی۔لیکن اسی کے ساتھ یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ وؔلی جس دور میں شاعری کر رہے تھے، وہ اردو کا ابتدائی دور تھا، اور اس وقت ان کے سامنے اردو شاعری کی کوئی مستحکم روایت نہیں تھی ، بلکہ خود انھوں نے اپنی کوششوں سے اس روایت کو استحکام بخشا۔ کلامِ وؔلی کی اصل خوبی رعنائیِ اظہار میں مضمر ہے۔ ان کی غزل میں مناسباتِ لفظی ، مراعاۃ النظیر اور تلازمات کا التزام عام ہے۔ غزل میں جہاں ہر شعر کے خود مکتفی ہونے پر ہی اس صنفِ سخن کا امتیاز قائم ہے، وہاں اس کا ایک بڑا امتیاز بھی یہی ہے کہ ایجاز واختصار، رمزیت اور ایمائیت کے سارے جو ہر غزل کی تہہ داری اور استعاراتی اظہار میں مضمر ہیں [11]۔ وؔلی ان شعری وسائل کو غزل کی صنف کے لیے ناگزیر خیال کرتے ہیں۔ ان کے شعری عمل میں فنی ہنرمندی اور کاریگری کا وہ رجحان ملتا ہے، جو قدرے بعد میں میرؔ اوران کے معاصرین کے عہد میں نقطۂ عروج تک جا پہنچا۔

بحیثیتِ مجموعی، وؔلی کی شاعری اردو ادب میں ایک انقلابی قدم ہے۔ ان کا کلام نہ صرف اردو ادب میں ایک نئی ادبی روایت کو متعارف کراتا ہے بلکہ اردو شاعری کے امکانات کو بھی نئی جہت عطا کرتا ہے۔ اردو شعر و ادب کے ارتقا میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اپنی غیر معمولی خدمات کے سبب اردو شاعری میں ان کا وہی مقام ومرتبہ ہے، جو انگریزی میں چاسرؔ [12] اور فارسی میں رودکیؔ [13] کو حاصل ہے۔ وؔلی نے نہ صرف دکنی روایت کی پاسداری کی ، بلکہ امیر خسرو کی قائم کردہ ریختہ کی بنیاد پر شعر وسخن کی وہ عالیشان عمارت تعمیر کی ،جس نے کلاسیکی اردو شاعری کی بنیاد کو مستحکم کیا اور اس میں آنے والے عہد کے سارے امکانات سمٹ آئے۔ بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وؔلی دکنی کا بویا ہوا تخلیقی پودا آج ایسا برگ و بار لا چکا ہے کہ اس کی خوشبو سے ادب کی فضائیں مہک رہی ہیں۔ آج یہ زبان اپنے بیان واظہار کی طاقت اور کسی بھی موضوع کو کامیابی سے پیش کرنے کی صلاحیت کے لحاظ سے عالمی ادب میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اس غیر معمولی حصولیابی میں اردو کے قدیم اور کلاسیکی شعرا، بالخصوص وؔلی دکنی کی خدمات کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دلائل اس بات کو ثابت کرنے کی لیے کافی ہیں کہ وؔلی محض تاریخی اہمیت کے حامل نہیں، بلکہ ان کی شاعرانہ عظمت ہنوز برقرار ہے۔ وؔلی کو بجا طور پر اردو شاعری کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔

❁❁❁

حوالے:

۱۔مقدمۂ کلیاتِ ولی،نورالحسن ہاشمی،ص:۱۸،ناشر:اتر پردیش اردو اکادمی،لکھنؤ،۱۹۸۹ء

۲۔مقدمۂ کلیاتِ ولی،نورالحسن ہاشمی،ص:۱۸،ناشر:اتر پردیش اردو اکادمی،لکھنؤ،۱۹۸۹ء

۳۔اردو شاعری کے نیم دریچے،مؤلف:وارث کرمانی،ص:۲۱،ناشر:رام پور رضا لائبریری،۲۰۰۵ء

۴۔آبِ حیات،محمد حسین آزاد،ص:۸۳،ناشر:اتر پردیش اردو اکادمی،لکھنؤ،۱۹۹۳ء

۵۔مقدمۂ کلیاتِ ولی،نورالحسن ہاشمی،ص:۲۰،ناشر:اتر پردیش اردو اکادمی،لکھنؤ،۱۹۸۹ء

۶۔آبِ حیات،محمد حسین آزاد،ص:۸۳،ناشر:اتر پردیش اردو اکادمی،لکھنؤ،۱۹۹۳ء

۷۔شاعری کی تنقید،ابوالکلام قاسمی،ص:۲۴،ناشر:ایجوکیشنل بک ہاؤس،علی گڑھ،۲۰۰۸ء

۸۔اردو شاعری پر ایک نظر،کلیم الدین احمد،ص:۶۳،ناشر:بک امپوریم،سبزی باغ،پٹنہ،۱۹۸۵ء

۹۔کلاسیکی اردو شاعری،مرتبین:طارق سعید،محمد معظم الدین،ص:۶۳،ناشر:اوشان پرنٹرس،دہلی،۲۰۱۵ء

۱۰۔اردو شاعری پر ایک نظر،کلیم الدین احمد،ص:۶۳،ناشر:بک امپوریم،سبزی باغ،پٹنہ،۱۹۸۵ء

۱۱۔شاعری کی تنقید،ابوالکلام قاسمی،ص:۲۵،ناشر:ایجوکیشنل بک ہاؤس،علی گڑھ،۲۰۰۸ء

۱۲۔انگریزی زبان کے ابتدائی دور کے معروف شاعر،جنھیں ''انگریزی شاعری کا باوا آدم'' کہا جاتا ہے۔

۱۳۔فارسی زبان کے پہلے بڑے شاعر،جنھیں ''فارسی شاعری کا بانی'' سمجھا جاتا ہے۔

Contents

Editorial	*Shahab Zafar Azmi*	*6*
Classici Urdu Shayeri		
Shayari Kiya Hai?	*Quddus Jawed*	*9*
Nazeer Akbar Alahabadi Ki	*Ali Ahmad Fatmi*	*26*
Pandit Brij Narayan Ki Nazam...	*Ziyaurrahman Siddique*	*46*
Urdu Classici Shayari Ka Lesani..	*Md. Noman Khan*	*50*
Falsafa-y-Tasawwuf Aur Khaja...	*Abu Bakar Abbad*	*59*
Kalam-e-Fayez Ghazal Goi	*Tauqeer Alam*	*71*
Quli Qutub Shah Ki Shayari....	*Darakhshan Zarrin*	*75*
Akhtar Muslimi: Bahaisiyat....	*Shazia Umair*	*84*
Classici Ghazal: Aashiq....	*Qaseem Akhtar*	*90*
Ismail Merathi Ki Nazmia Shayari	*Sabir Ali Siwani*	*98*
Joshish Azimabadi Ki Ghazal....	*Sarwarul Huda*	*110*
Fayez Dehlvi Ka Munfarid...	*Zarnigar Yasmeen*	*116*
Urdu Ki Classici Shayerat Ki	*Hadi Sarmadi*	*122*
Jiddat Tarazi: Mafhoom	*Abdul Basit Hamidi*	*137*
Rasikh Azimabadi Aur Unke ...	*Faizan Haidar*	*144*
Wali Dakni: Urdu Shayari Ka	*Md. Jalaluddin*	*157*
Sauda Ke Kulliyat Main Shamil ...	*Reyaz Ahmad*	*167*
Shauqe Nemwi Ki Ghazal Ka ...	*Saqib Faridi*	*177*
Seraj Aurangabadi Ki Shayari...	*Noman Qaisar*	*200*
Classici Ghazal Ka Nomainda...	*Faizan Hasan Zeyai*	*210*
Wali Ki Ghazal Goi Ki Infiradiat	*Sufia Parween*	*217*
Aiwan-e-Calssiciyat Ka Momtaz...	*Ishrat Subuhi*	*224*
Atharahwin Sadi Ki Urdu Shayari..	*Mehar Fatima*	*232*
Mohmmad Hussain Azad Ki	*Sana Kausar*	*240*
Ijtiba Rizwi Ki Shayari....	*Mansoor Khushtar*	*248*

©Department of Urdu, Patna University, Patna

Name: ***Urdu Journal-16***
ISSN: ***2249-7854***
Vol: ***14***
Issue: ***16 [September, 2025]***
Editor: ***Shahab Zafar Azmi***
Publisher: ***Department of Urdu, P.U.***
Pages: ***520***
Price: ***600***
Honorary Contribution:
1000/-(4 Years) | 2000/-(7 Years) | 5000/-(Life Time)

Editorial Board

Prof. Ejaz Ali Arshad

Prof. S.M Jawed Hayat | *Prof. Israil Raza*
Prof. Alimullah Hali | *Prof. Quddus Jawed*
Prof. K. Md Ekramuddin | *Prof. Kausar Mazhari*

Advisory Committee

Dr. Suraj Deo Singh | *Dr Md. Naushad Ahmad*
Dr. Abdul Basit Hameedi | *Dr. Md. Sohail Anwar*
Dr. Md. Jalaluddin | *Dr. Balmiki Ram*
Dr. Musarrat Jahan | *Dr Md. Rizwan*
Dr. Afshan Bano | *Dr. Reyaz Ahmad*
Dr. Tahira Anjum | *Dr. Md. Noman Alam*
Dr. Ishrat Subuhi | *Dr. Zameer Raza*
Dr. Shahid Wasi

URDU JOURNAL

(VOL:14, ISSUE-16, YEAR 2025)

A UGC CARE Listed Research Journal
(ISSN-2249-7854)

Editor

Shahab Zafar Azmi

Head of the Department

Suraj Deo Singh

Published by

DEPARTMENT OF URDU
PATNA UNIVERISTY, PATNA-800005
urdujournalpatna@gmail.com

PRICE-600/-